سمعیہ رشید
پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ اردو، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان۔
ڈاکٹر محمد خاور نوازش
ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اردو، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان۔

اُردو زبان پر عالمگیریت کے اثرات

Samia Rasheed
PhD Scholar, Department of Urdu, BZU Multan.
Dr. M. Khawar Nawazish
Associate Professor, Department of Urdu, BZU Multan.

Influences of Globalization on Urdu Language

Globalization is a procedure by which the accurance of daily life noticeable by the spreading of material and ideas; is becoming systematized on every side of the world. The process of making the world a color where human society is affected, literature is language and literature cannot escape its effect. Our society like the rest of the societies of the world has been affected in the celebration of globalization. When a region becomes part of this flow, its language plays a key role. And verbal language is not only a part of this factor, but it has completely changed. These effects are multifaceted whether it is a change in script or a change in grammar and syntax what happened in the past and because of the use of new modern words, it has become a mixed language.

Key Words: *Globalization, Urdu, Language, Factor, Influence, Digital, Society.*

دنیا کو ایک ہی رنگ میں دکھانے کا عمل جہاں انسانی معاشرے پر اثر انداز ہوتا ہے وہاں برابر طور پر ادب پر بھی ہوتا ہے کیونکہ ادب زندگی کا آئینہ ہے۔ ادب کے آئینہ میں معاشرے کی ہر ایک تصویر دکھائی جاتی ہے۔ معاشیات ایک ایسا عمل ہے جس سے دنیا کے تمام لوگ بادشاہ سے گداگر تک متاثر ہوتے دکھائی دیتے ہیں۔ کسی بھی معاشرے میں جب معاشی عمل سرمایہ کاروں کے ہاتھوں میں چلا جائے وہاں اس معاشرے کے لکھاری اور دانشور

ضرور متاثر ہوتے ہیں۔ عالمگیریت کا یہ عمل ذاتی تخلیقات کو مشترک تخلیقات میں بدل دیتا ہے جس سے ایک علاقے یا ایک خطے کی متعلقہ زبان کا ادب پوری دنیا کے ادب سے مختلف نہیں رہتا۔ واٹر میلکم اس بارے میں رقم طراز ہیں:

> "The conceptual formation of single nations becomes habitual property national one sidedness and small mindness become more and more unfeasible and from the many national and local literatures, there appear a world literature".(1)

یعنی کہ گلوبلائزیشن کے زیر اثر ذرائع نقل و حمل کی وجہ سے زندگی تیز ترین ہو چکی ہے اور دست کاری کے ذریعے سے کیے جانے والا سست ترین کام اب خود کار طریقہ کار سے مزید بہتر کیا جا سکتا ہے۔ عالمگیریت کی تیز ترین لہر نے ادب کو براہ راست متاثر کیا ہے اور اس سے زبان کے نئے نئے روپ سامنے آئے ہیں۔ اسی طرح دنیا کے تمام خطوں کے نظریات اور تکنیک کے ذریعے سے مختلف زبانوں میں تخلیق کئے جانے والے ادب میں فکری اور فنی یکسانیت پائی جاتی ہے۔ اُردو ادب عالمگیریت کی تحریک کے پیش نظر کئی طرح سے تبدیل ہوا ہے۔ ان تبدیلیوں میں فنی و فکری اور لسانی تبدیلیاں بہت اہم ہے۔ بڑی سطح پر کئی خطوں کے میل جول سے جہاں تک ان کی زندگی متاثر ہوتی ہے وہاں ان کی تہذیبوں پر اثرات بھی لازم ہو جاتے ہے۔ ان تاثرات کے پیش نظر ادب بھی واضح طور پر متاثر ہو جاتا ہے۔ عالمگیریت کے بہاؤ میں ہماری روایتی معاشرتی قدریں بھی متاثر ہوئی ہیں اور ہمارا معاشرہ دنیا کے دوسرے معاشروں کی طرح خاص طور پر ترقی پذیر ممالک کی طرح تبدیل ہوا ہے۔ مختلف خطوں کی مختلف زبانیں کئی طریقوں سے متاثر ہو سکتی ہیں۔ اردو زبان پر بھی اس کے اثرات شدت سے محسوس کئے گئے۔ اس میں کئی طرح کی تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں، آج کی اردو زبان ایک دو دہائیاں پہلے کی اردو زبان سے یکسر بدل گئی ہیں۔ اس کی خاص وجہ ہمارے ملک کی درآمدات ہیں۔ درآمدات کا زندگی کے ہر شعبے میں اور اس کے استعمالات میں بڑھوتری ہوئی ہے۔ ان درآمدات کے اضافے سے اور اس کی تفہیم کے لئے اردو زبان کو اپنایا جاتا ہے۔ اس وجہ سے ان متعلقات کا اردو زبان میں درآنا یقینی ہے۔ علاوہ ازیں موبائل فون کے زیادہ استعمال نے زندگی کے ہر شعبے کی طرح اردو زبان کو بھی شدید متاثر کیا ہے۔ نئی نسل میں موبائل کے استعمال، بالخصوص ایس ایم ایس (SMS) ، ڈیجیٹل ایپس اور سوشل میڈیا کے استعمال نے ایک نئی زبان کی بنیاد ڈالی ہے۔ اس طرح اردو زبان کا نہ صرف لب و لہجہ بدلا بلکہ ہیئتی نظام بھی بے حد متاثر کر دیا ہے۔

عالمگیریت سے اُردو زبان ہی متاثر نہیں ہوئی بلکہ دنیا کی تمام زبانوں نے ایک دوسرے کے اثرات قبول کیے ہیں۔ نہ صرف ایک زبان بلکہ ادب کی تمام اصناف اور ادبی تحریکیں اور رجحانات بھی دنیا کی دوسری بڑی زبانوں میں مشابہ طور پر رواج پا رہے ہیں۔ اس کی بدولت ہر خطے سے یکساں موضوعات اور ہیئتوں کا حامل ادب تخلیق ہو رہا ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ ایک عالمگیر زبان کی ترویج اور اس میں ایک عالمگیر ادب کی تخلیق ہی انتہائی نقطہ ثابت ہو گی۔ اس صورتحال کو آصف فرخی یوں بیان کرتے ہیں:

> "ادب کی خاص اصناف میں ایک طرف رجحانات کا دائرہ چند ایک زبانوں کے اندر دنیا کی اکثر زبانوں کو اکٹھا رکھنے پر کار فرما نظر آتا ہے کہ ایک عالمی معیشت کے لئے ایک عالمی ثقافت اور ثقافت کی ایک عالمگیر زبان اور ادب کو اس صورت حال سے سمجھوتہ کرتے رہنا ہو گا"۔ (۲)

"اسپرانتو" زبان کی تخلیق کی ایک کوشش کی گئی جس کا مقصد دنیا کے تمام خطوں میں یکساں زبان رائج کرنا تھا۔ مگر یہ اپنی کچھ غلطیوں کی وجہ سے زیادہ ترقی نہ کر سکی۔ اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ ایسی کوئی کوشش آگے نہ کی جائے گی۔ نئی زبان کے ایجاد ہونے یا زبان کے تبدیل ہونے کا عمل بہت خاموشی سے اور لاشعوری طور پر ہوتا ہے اردو زبان میں ایسی تبدیلیوں کا اطلاق مندرجہ ذیل شعبوں میں نظر آتا ہے:

- رسم الخط میں تبدیلی۔
- صرف ونحو میں تبدیلی
- نئے یا مخلوط افعال
- مخلوط زبان
- بیرونی اصطلاحات کا استعمال

رسم الخط میں تبدیلی:

زبان اشخاص کے مابین صرف رابطے کا ذریعہ نہیں بلکہ کسی بھی خطے قوم اور ملک کی تہذیب و ثقافت فنون ولطیفہ کی تمام صورتوں کی Decoding زبان کے ذریعہ سے ہی ممکن ہے۔ زبان کے ذریعے سے ہی کسی معاشرے کی روحانی زندگی کی عکاسی ممکن ہے۔ اس حقیقت سے بھی منہ موڑا نہیں جا سکتا کہ زبان ایک منجمد عمل نہیں بلکہ یہ ہر لحظہ بدل رہی ہے۔ عالمگیریت کے اثر سے اردو زبان کی بظاہر ہیئت میں جو تبدیلیاں نظر آ رہی ہیں ان میں سب سے

اہم اردو رسم الخط کی تقلیب ہے۔ اس کی عظیم مثال فارسی رسم الخط رومن، انگریزی یا لاطینی رسم الخط ہے۔ رومن رسم الخط کو مزید چھوٹا کیا جارہاہے انٹرنیٹ کے ذریعے ای میل اور موبائل فون پر پیغام رسانی کے لئے اس رسم الخط کو وسعت ملی ہے۔ الیکٹرک آلات میں فارسی عربی اور اردو کے لئے ایک کلیدی تختہ Key Pad کی سہولت کو پیش کیا گیا ہے، اس سہولت کے باوجود لوگوں کی اکثریت رومن رسم الخط میں ہی شارٹ میسیج اور ای میل کا متن Text لکھتے ہیں۔ رومن رسم الخط کا استعمال پوری دنیا میں بڑھ چکا ہے یہ رجحان نیا نہیں ہے۔ طارق عزیز اپنی تحقیق کے مطابق اس سلسلے کو ۱۷۸۶ء سے جاری دیکھتے ہیں:

> "رومن خط کا استعمال اُردو میں سب سے پہلے Gilchrist English and Hindustani dictionary میں ہوا جسے ہندوستانی حکام گورنر جنرل سر جان میک خرسن کے نام پر معنون کیا گیا تھا اس کا پہلا ایڈیشن ۱۷۸۶ء اور دوسرا ۱۷۸۹ء میں کلکتہ سے شائع ہوا"۔ (۳)

اس کوشش کے بعد متحدہ ہندوستان اور تقسیم کے بعد بھارت اور پاکستان میں اردو زبان کے لئے رومن رسم الخط کے استعمال کے پھیلاؤ کے لئے کئی سنجیدہ کوششیں کی گئیں۔ اس ضمن میں اردو کے کئی بڑے ادیبوں نے اپنی اپنی خدمات پیش کیں۔ طارق عزیز کی کتاب "اردو رسم الخط اور ٹائپ" میں رومن رسم الخط اور اس کے پھیلاؤ کے لئے کی جانے والی کوششوں کا تفصیلی بیان موجود ہے۔ ان کے نزدیک ۱۹۳۹ء میں سجاد مرزا نے رومن رسم الخط اپنانے کی تجویز دی جسے انجمن ترقی اردو دہلی کی وساطت سے ڈاکٹر عبدالستار، مولوی محمد نعیم الرحمٰن اور پنڈت برج موہن دتا تریہ کیفی کے پاس بھیجا گیا اور ان ادیبوں اور ماہرین نے اس کے کئی بیشتر حصوں سے اتفاق کیا۔ ہارون خان شیروانی نے ۱۹۴۹ء میں ایک کتابچہ بعنوان:

> "Some paints for and against the adoption of Hindi, Urdu and Latin (Ruman) sprits for the National Language of India"

لکھا اس کتابچہ میں سر ہارون خان شیروانی نے اردو ہندی اور رومن رسم الخط کے محاسن و مصائب بتانے کے بعد رومن رسم الخط کو موزوں سمجھا اور اسے اختیار کرنے کے مقصد سے ہندی اور اردو آوازوں کو رومن رسم الخط میں متعین کرنے کے لئے سکیم پیش کی۔ ۱۹۵۰ء میں ہندوستان میں انجمن ترقی اردو دہلی اور حیدرآباد نے ایک مشترکہ کمیٹی تشکیل دی۔ اس کمیٹی کے مستقل ارکان میں ڈاکٹر جعفر حسین، پروفیسر عبدالقادر سروردی، ڈاکٹر

یزدانی، پروفیسر حبیب الرحمٰن، جناب سجاد مرزا اور پروفیسر ہارون خان شیروانی شامل تھے۔ اس کے علاوہ نواب سعید جنگ بہادر، نواب احمد جنگ اور ساجد علی سے بھی باہمی صلح مشورے کئے گئے۔ شان الحق حقی نے ۱۹۴۱ء میں پاکستان میں اردو ترقیاتی بورڈ کے ملاحظے اور اور منظوری کے لئے رومن اردو کے اصول املاء کے نام سے رپورٹ تیار کی۔ ڈاکٹر محمد دین تاثیر نے رومن رسم الخط کے لئے حروف ونشانات مقرر کئے جسے بعد میں ڈاکٹر طارق عزیز نے تمام سکیموں سے زیادہ محاسن سمجھا۔ سرکاری سطح پر اس تحریک کو پذیرائی نہ مل سکی اور اس طرح اردو کے لئے رومن رسم الخط بھی اختیار نہ کیا گیا۔[۴] لیکن ہم صارف کمیونٹی کا حصہ ہونے کی وجہ سے جدید ٹیکنالوجی مثلاً موبائل فون، اور کمپیوٹر کے استعمال سے رومن رسم الخط لکھنے پر مجبور ہیں۔ آج کی اردو زبان کو رومن سے بھی چھوٹا کر دیا گیا ہے۔ مثلاً اگر اس جملے کی روشنی میں دیکھا جائے:

"کیا آپ آج لاہور جائیں گے؟" کو رومن میں اس طرح لکھا جاتا ہے:

"Keya Aap Aaj Lahore jaaen gay?"

لیکن شارٹ میسیج میں ہم مختصر کر کے یوں لکھتے ہیں:

"Kia ap Lhr jae gy?"

اگر یوں کہا جائے کہ آج کا آدمی اپنی مرضی کے ہجوں Spelling کے مطابق پیغام رسانی کا عمل جاری رکھتا ہے تو بے جا نہ ہو گا۔ تمام لوگ اپنی مرضی کی رومن رسم اردو میں ایس ایم ایس لکھتے اور جواب موصول کرتے نظر آتے ہیں۔ اس سے اردو زبان کو پیش آنے والے مسائل کی فہرست میں تلفظ کے مسائل سب سے زیادہ بڑھ جاتے ہیں۔ تلفظ کے معاملات میں بے احتیاطی کی بڑی وجہ غلط املاء کی تحریری شکل اور غلط ادائیگی ہے۔ تلفظ کو برتنے میں اس طرح لاپرواہی کی جاتی ہے کہ اس سے معانی اور مفاہیم بھی بدل جاتے ہیں۔ اس صورتحال پر کئی سوالات ذہن میں ابھرتے ہیں۔ زبان کے لئے تلفظ کے مسائل صرف اردو زبان کے ساتھ پیش نہیں آتے بلکہ یہ مسائل دوسری زبانوں میں بھی موجود ہیں۔ اردو حروف تہجی کی تعداد اور رسم الخط دوسری زبانوں کے مقابلے میں زیادہ ہے۔ اردو کی تحریری ادائیگی کے لئے کمپیوٹر میں کئی قسم کے Unicode Keyboard کئی Websites پر موجود ہیں۔ ان کو صرف دیکھ کر الفاظ ٹائپ کرنے ہوتے ہیں۔ اس سے اُردو الفاظ کی لکھائی اور صورت متاثر ہو رہی ہے۔

صرف و نحو کی تبدیلی:

زبان دراصل نشانات کا ایک نظام ہے۔ اُن نشانات کی ایک صورت آواز ہے۔ بھی زبان میں نئی آوازوں، الفاظ، اسماء اور اصطلاحات سے اس کی لغت میں اضافہ ہو سکتا ہے مگر اس سے زبان کے ڈھانچے، ہیئت یا

بناوٹ میں کوئی تبدیلی نہیں آتی۔ زبان میں تبدیلی زیادہ تر اس وقت آتی ہے جب اس کی گرائمر / قواعد، تکنیک اور صرف ونحو میں تبدیلی آئے۔ یہ وہ عناصر ہیں جو کسی زبان میں فقروں کو مکمل تبدیل کر دیتے ہیں۔ دنیا کی تمام زبانوں میں بناوٹ کی سطح پر تبدیلی آرہی ہے۔اِسی طرح اُردو زبان کے ڈھانچے میں بھی تبدیلی دیکھنے کو مل رہی ہے۔ الفاظ کی تذکیر و تانیث، واحد جمع، اسم کی مختلف حالتوں، فعل کی مختلف حالتوں وغیرہ میں تبدیلی کا رجحان عالمگیریت کی لہر کے زیرِ اثر محسوس کیا جا سکتا ہے۔ یہ تبدیلی ابھی بہت واضح یقیناً نہیں لیکن وقت کے ساتھ ساتھ ظاہر ہو رہی ہے۔ اسے ایک زبان کی طرف سے دوسری کو بے دخل کرنے یا اُس پر مقتدر ہونے کا عمل بھی گردانا جا سکتا ہے۔ڈاکٹر ناصر عباس نیئر لکھتے ہیں:

> "ایک زبان دوسری زبان کو بے دخل کر سکتی ہے ایک زبان دوسری کو شرف واقتدار سے محروم کر سکتی ہے ایک زبان دوسری زبان کے سامنے منفی سرمائے کو بڑی حد تک اپنی دسترس میں لا سکتی ہے اور نئی طبقاتی اور ثقافتی شناختوں کو وجود میں لا سکتی ہے اس علم کو یورپ میں جدیدیت (ماڈرنٹی) اور جدید کاری (ماڈرنائزیشن) کے لئے استعمال کیا گیا اور اس علم کو ایشیاء و افریقہ میں یورپی استعماری تخیل نے کلچرل پالیٹکس Politics کے لئے برتا۔"(۵)

عالمگیریت کی لہر کے زیرِ اثر زبان پر ہونے والی تبدیلی اس کی ساخت تبدیل ہونے میں زیادہ واضح ہو گی۔ زبان در حقیقت کسی خطے اور قوم کی روح، ثقافتی اقتدار اور منفرد خصوصیات کی ترجمان ہوتی ہے۔ زبان کی ساخت میں تبدیلی زبان کو طاقت ور بھی بنا سکتی ہے اور کمزور بھی۔ اس کی وسیع مثال انگریزی زبان ہے جو متذکرہ تبدیلیوں سے گزر کر آج پوری دنیا میں علم، کاروبار، سائنس اور طاقت کی زبان بن چکی ہے۔

نئے یا مخلوط افعال:

ہائے مخلوط ہائے ملفوظ کا تعین اردو زبان میں نہیں تھا۔ ہند آریائی زبان کے لئے عربی اور فارسی کا اردو میں پورا مجموعہ موجود ہے۔ اُردو کا شمار دنیا کی بڑی زبانوں میں ہوتا ہے۔ اردو اپنی ہیت میں بین الاقوامی طرز کی مخلوط زبان ہے، بنیادی ڈھانچہ مقامی سطح کا ہے، مگر یہ زبان کئی زبانوں کے الفاظ کا مجموعہ ہے۔اپنی اساس میں اردو بین الاقوامی زبانوں کی انجمن ہے۔ عربی، فارسی، ترکی، سنسکرت، برج بھاشا، پنجابی، ہریانوی سمیت پاکستان اور ہندوستان

کی دوسری مقامی زبانوں اور انگریزی، چینی، یونانی، فرانسیسی اور اطالوی کے الفاظ اس میں اس قدر زیادہ ہیں کہ یہ روزمرہ میں عام استعمال ہوتے ہیں، مثال کے طور پر:

عربی:　صندوق، کرسی، کتاب، علاج۔

ترکی:　بیگم، خاک، برگ وبار، گل وغنچہ۔

چینی:　کاغذ، چائے، چوں چوں، تام جھام۔

سنسکرت:　رت، رشی، رید، برکھا، پنڈت۔

یونانی:　فون، ٹیکنیکل، گراموفون، ایجنٹ، آپریشن، لیکچر، الیکشن، روٹ، ڈراما، ریگولر، فیملی، فوکس۔ان میں کچھ الفاظ براہ راست اور کچھ انگریزی کی معرفت سے اردو میں داخل ہوئیں۔

پرتگالی:　الماری، اناس، تولیہ، پادری، چابی، صوفہ، صابن، فالتو، گودام۔

فرانسیسی:　ایڈی کانگ، پریڈ، کارتوس پارک، گارڈ، ٹروپ۔

اطالوی:　ملیریا، پیانو، لاٹری، لاکٹ، بیلٹ، بالکنی۔

جرمن:　ڈرل، اسپرے، ٹب، سوئچ، مگ۔

ولندیزی:　برانڈی، پلگ، ڈرم، ویگن، گولف۔

انگریزی:　کار، کالج، بوٹ، پریس، مشین، اسکول، روم، ٹکٹ، بٹن، کپ، جگ، گلاس، پلیٹ، میسج، کلاس، سکول، کالج وغیرہ

مرکب فعل کے استعمال میں ہمارے ہاں اضافہ ہوا ہے۔ جس سے اردو اور مختلف زبانوں کے ملاپ سے ایک نیا فعل تخلیق کر لیا جاتا ہے۔ اُردو کے اس مخلوط انداز کے نتیجے میں زبان کی ادائیگی کے وقت کئی زبانوں کے لفظ شامل کر لیے جاتے ہیں۔ مرکب جملوں کے برتنے میں اس قدر اضافہ ہو گیا ہے کہ لفظ کی ادائیگی میں بالکل بھی اجنبیت محسوس نہیں ہوئی۔ مثال کے طور پر۔ پے کرنا، ڈیلیٹ کرنا، ٹیلی فون کرنا وغیرہ۔ اردو میں دیگر زبانوں کے الفاظ کا استعمال اب تو ادبی زبان میں بھی ظاہر ہو رہا ہے۔ اشعار دیکھیے:

اُس نے ٹیلی فون کیا ہے اور کسی کے ساتھ ہے
اُس کا میرا سمجھوتا ہے کون بڑھائے بات کو[۶]

چپ آنکھوں میں آس پڑی رہ جاتی ہے
فٹ پاتھ پر گھاس پڑی رہ جاتی ہے(۷)

ناپید فیشنوں نے چھپائے ہیں عیب بھی
چشمے نہ ہوں تو آنکھ کا پردہ کہاں سے آئے (۸)

مخلوط زبان:

موجودہ دور کی اردو زبان میر و غالب اور مولانا آزادؔ کے زمانے کی زبان سے یکسر مختلف ہو چکی ہے۔ آج اردو بول چال کے ایک جملے کی ادائیگی بھی انگریزی کے ایک آدھ لفظ کے بغیر ممکن نہیں لگتی ۔ اردو کے علاوہ دیگر زبانوں کے حالات بھی ایسے ہی ہیں۔ اردو زبان کو اب ایک مخلوط زبان کا درجہ دے دیا گیا ہے۔ مخلوط زبان سے مراد کئی زبانوں کے الفاظ کے گٹھ جوڑ اور ملاوٹ سے بننے والی زبان ہے۔ آج صرف اردو اور ہماری مقامی زبانیں ہی نہیں دنیا کی دوسری بڑی زبانوں میں سے کوئی زبان بھی ملاوٹ سے خالی نہیں۔ مخلوط زبان کی بنیادی وجہ مین سٹریم اور سوشل میڈیا کی آمد ہے۔ عبدالرشید لکھتے ہیں:

"آج کل ماس میڈیا (یعنی ریڈیو، اخبار، ٹیلی ویژن) ہمارے اعصابی نظام پر اس طرح حملہ آور ہوتے ہیں اور ایسی زبان کو خلق کرکے ہم سے گفتگو کرتے ہیں کہ ہم سے حسِ تنقید اور الفاظ کی لغت چھن جاتی ہے۔"(۹)

اردو میں اَن پڑھ لوگ بھی انگریزی زبان کا استعمال فروانی سے کرتے ہیں ۔ ان کو یہ زبان فطری بھی محسوس ہوتی ہے اور اس میں برتری کا احساس بھی ہوتا ہے ۔ عبداللہ یوسف علی اپنی کتاب انگریزی عہد میں ہندوستان کے تمدن کی تاریخ میں لکھتے ہیں:

"جب انگلستان کے بادشاہ جارج سوم کو دماغی عارضے سے صحت حاصل ہوئی تو اس تقریب میں انشاء نے غالباً ۱۸۰۱ء یا ۱۹۰۴ء میں ایک قصیدہ در تہنیت لکھا" جس میں انگریزی الفاظ کا بلا تکلف استعمال کیا گیا ان الفاظ میں پوڈر Powder بمعنی غازہ کوچ Coach بمعنی صوفہ، گلاس، بوتل، ارگن اردلی شامل ہیں۔" (۱۰)

مخلوط زبان کے استعمال سے جملوں کے مفاہیم سمجھنے میں نسبتاً آسانی نظر آتی ہے۔ اب یہ حالات ہو چکے ہیں کہ اردو زبان کو سمجھنے کے لئے انگریزی زبان کا حوالہ دینا ضروری ہو گیا ہے۔ مثال کے طور پر ہمارے معمول کے چند جملے ملاحظہ کیجیے:

☆ مجھے بڑی ٹینشن ہو رہی ہے۔
☆ میں بہت بور ہو رہا ہوں یا مجھے بہت بوریت ہو رہی ہے۔
☆ ٹی وی چینلوں کی تعداد اب پہلے سے بہت زیادہ ہے۔
☆ اجلاس میں کتنے ممبر شریک ہوئے؟
☆ میری کلاس کا ٹائم ہو گیا ہے۔
☆ مجھے اُس کی کال آئی تھی۔
☆ صبح اٹھتے ہی پیسٹ اور شیو لازمی کرنا چاہیے۔

ایسی بے شمار مثالیں موجود ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہماری روزمرہ بول چال مخلوط الفاظ کے بغیر ممکن نہیں رہی۔ جب ہم مادری زبان سے ہٹ کر دوسری کوئی زبان بولنے کی کوشش کرتے ہیں یہ بات ہمیشہ ذہن میں رہتی ہے کہ اس میں ہماری مادری زبان کا کوئی لفظ ادا نہ ہو۔ جہاں تک آسانی سے ممکن ہو صحیح اور فصیح زبان بولیں۔ ہماری گفتگو کے علاوہ تحریر میں بھی مادری زبان کا شائبہ نہ ہو۔ غیر زبان کی ادائیگی میں ہم جس بات کی پرہیز کرتے ہیں کبھی بھی ہم اپنی زبان کی ادائیگی میں وہ احتیاط برتنے کی کوشش نہیں کرتے۔ مثال کے طور پر ایک ہندوستانی یا پاکستانی جب انگریزی زبان بولتا یا انگریزی تحریر کرتا ہے تو ہر ممکن کوشش کرتا ہے کہ اردو زبان کا لفظ یا اسلوب آنے نہ پائے اور جتنا ممکن ہو اس اہل زبان کی تقلید ہو۔ لیکن اس کے برعکس اپنی زبان کی ادائیگی میں بیسیوں انگریزی الفاظ بلا تکلف استعمال کرتا ہے، اس میں کئی بار علمی فضیلت جتانا بھی مقصود سمجھا جاتا ہے، اس سے بڑھ کر اپنی زبان سے لاعلمی کو دور کرنے کی بجائے مخالف زبان کے الفاظ نہ صرف اردو میں داخل کر لیے جاتے ہیں بلکہ ان کے دیگر متعلقات مثلاً فعل، مفعول، واحد، جمع، تذکیر و تانیث وغیرہ بھی خود سے گھڑ لیے جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر بور سے بوریت، سٹیشن سے سٹیشنوں وغیرہ۔ اردو زبان دیگر زبانوں کے ساتھ مل کر نئے مرکبات بھی بنا لیتی ہے۔ یہ سب عالمگیریت کا دھارا ہے۔ اسی کے زیر اثر ہماری بول چال کی زبان شدید متاثر ہوئی ہے اور اب یہ کئی زبانوں کا آمیزہ بن چکی ہے۔ سید ضمیر جعفری کا یہ قطعہ اس صورتحال کی مکمل عکاسی کرتا ہے:

جو کمیٹی کا بھی ممبر ہو گیا
وہ بھی تقریباً منسٹر ہو گیا
اس کی اردو میں تھی انگریزی بہت
لوگ سمجھے یہ کمشنر ہو گیا(۱۱)

میڈیا کے ادارے جیسے ریڈیو، ٹیلی ویژن ایک زمانے میں زبان کی صحت کی علامت سمجھے جاتے تھے وہاں پر کام کرنے والوں کے علاوہ وہاں درجہ چہارم کے لوگ بھی درست تلفظ ادا کرتے تھے۔ اب حالات مختلف ہیں۔ میڈیا پر ناقص زبان کے استعمال کی بڑی وجہ عالمگیریت کا پھیلاؤ ہے۔ ناصر عباس نیئر لکھتے ہیں:

"ایک زمانے میں ریڈیو اور ٹی وی اردو زبان کے جامع اور مصدقہ الفاظ کے استعمال کی واضح مثال تھے مگر آج وہ بھی زمانے کی چلن دیکھ کر اردو کے ثقافتی کردار ترک کر چکے اور فنکشنل اردو کا بے جا استعمال کر رہے ہیں۔"(۱۲)

تحریر کی اہمیت الگ ہے، اخبارات اور رسائل فصیح اور بلیغ زبان کے پھیلاؤ میں نہایت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ آج اُن کی زبان پر غور کیا جائے وہاں بھی ایک نئی مخلوط زبان دیکھنے کو ملتی ہے جو قطعی طور پر خالص اردو سے مطابقت نہیں رکھتی۔

"صنعتی زونوں میں ۷ واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹ لگانے کا منصوبہ"

"کنٹریکٹ ملازمین کو فارغ کرنے کا منصوبہ"

"پوزیشن ہولڈر طلبا و طالبات کا جرمن یونیورسٹی کا دورہ"

"فیول ری ایڈ جسٹمنٹ فی یونٹ میں کمی"

پاکستان کے مختلف اردو ٹی وی چینلوں پر میزبانوں کی مخلوط زبان میں گفتگو کا ایک ٹکڑا ملاحظہ کیجیے:

"ہم نے اس پر Emphasis کیا ہے، کیسے ان کو Focus کیا جائے، آپ کو شاید اندازہ نہ ہو ستاون اسلامی ممالک میں پانچ سو یونیورسٹیاں ہیں، ان میں سے کوئی بھی اس قابل نہیں کہ وہ دنیا کی پہلی پانچ سو Universities میں شامل ہو سکے، جو Christian Countries ہیں جہاں پر مسلمان اس طرح سے Dominate نہیں کرتے وہاں پر Primary تعلیم کی شرح 98 percent ہے"(۱۳)

جیو ٹی وی کے پروگرام "جیو شان سے" کی گفتگو ملاحظہ ہو:

> "Thank you for being with us, we are back from the break"
>
> "اُن کے ایک Deputy Chief Minister ہیں جنھوں نے Excuse بھی کیا ہے کہ اس سارے معاملے کو ایسا نہیں ہونا چاہیے، Sports کو ایک Healthy Competition ہونا چاہیے، Indian Team نے جو حرکت کی ہے اس کے اوپر انہوں نے Excuse کیا ہے، اس سال میرا خیال ہے وہ دوبارہ ایک Tournament کروا رہے ہیں"(۱۴)

مندرجہ بالا مثالوں سے مخلوط اُردو زبان کا واضح طور پر اندازہ لگایا جا سکتا ہے اور یہ بھی اس زبان کی تشکیل گزشتہ ایک دو عشروں کی بات ہے جب ہمارے یہاں الیکٹرانک میڈیا کو ترقی ملی۔ اردو غیر زبانوں کے سینکڑوں الفاظ کے ساتھ اس طرح مربوط ہو چکی ہے کہ بولنے اور پڑھنے والے کو خبر تک نہیں ہوتی کہ جو لفظ بولا جا رہا ہے وہ مقامی ہے یا غیر مقامی۔

بیرونی اصطلاحات کا اردو میں استعمال:

دنیا کی ترقی یافتہ اور زندہ زبانیں ہمیشہ ارتقائی عمل میں رہی ہیں۔ وہ تبدیلی کے عمل سے غیر محسوس انداز میں گزرتی رہتی ہیں۔ اردو زبان میں اُن جدید اصطلاحات کی ایک بڑی تعداد موجود ہے جو نئی ایجادات کے ساتھ غیر ممالک سے آئیں اور ہم نے انہیں جوں کا توں قبول کیا۔ اس کی کئی صورتیں ہیں جن میں سے تین مندرجہ ذیل ہیں:

(i) بیرونی اصطلاحات کو من و عن قبول کرنا۔

(ii) بیرونی اصطلاحات کو اُردو تراجم کے ساتھ قبول کرنا۔

(iii) بیرونی اصطلاحات کو اُردوا لینا یا مؤرد کر لینا۔

(i) بیرونی اصطلاحات کو من و عن قبول کرنا:

اردو زبان کے دامن میں بے شمار تراکیب اور اصطلاحات موجود ہیں۔ ان میں دوسری زبانوں کے الفاظ اور خاص طور پر اصطلاحات کی ایک بڑی تعداد ایسی ہے جن کا اب تک ترجمہ نہیں ہوا اور نہ ہی اُن کی کوئی اُردوائی ہوئی شکل بنائی ہے۔ ایسی اصطلاحات کا استعمال اس قدر زیادہ ہے کہ وہ اب غیر زبانوں کے الفاظ محسوس ہی نہیں

ہوتے۔ ہم اُن الفاظ سے اتنے مانوس ہو چکے ہیں کہ اُن کی ادائیگی میں بھی ہمیں کوئی مسئلہ نہیں ہوتا۔ایسی چند اصطلاحات ملاحظہ کیجیے:

☆	کالج	College	☆	سکول	School
☆	فوٹوگرافی	Photography	☆	گلاس	Glass
☆	پنسل	Pencil	☆	برگر	Burger
☆	انٹرنیٹ	Internet	☆	فون	Phone
☆	مشین	Machine	☆	موٹر	Motor
☆	ٹرک	Truck	☆	کار	Car
☆	کال	Call	☆	ویب سائٹ	Website
☆	تھرمامیٹر	thermometer	☆	آپریشن	Operation

(ii) بیرونی اصطلاحات کا ترجمہ کرنا:

بیرونی اصطلاحات کے استعمال کی ایک صورت یہ ہے کہ اُن کا اُردو میں ترجمہ کر لیا جائے۔ ترجمے کا عمل ادارہ جاتی سطح پر بھی جاری رہتا ہے جیسے کہ اُردو کی ترقی کے لیے کام کرنے والے بہت سے ادارے، ادارہ فروغِ قومی زبان، اُردو سائنس بورڈ، اُردو لغت بورڈ وغیرہ موجود ہیں۔ علاوہ ازیں یہ کام انفرادی سطح پر بھی ہوتا ہے۔ بہر حال عالمگیریت کی لہر کے پیشِ نظر بہت سے ایسے الفاظ اور اصطلاحات ہیں جو اُردو میں انگریزی سے ترجمہ ہو کر مستعمل ہوئیں اور روزمرہ بول چال میں رائج بھی ہو گئی ہیں۔ مثلاً

☆	Temperature	درجہ حرارت	☆	Smoking	تمباکو نوشی
☆	Meeting	اجلاس	☆	Proceedings	کارروائی
☆	Article	مقالہ	☆	Letter	خط
☆	Transfer	تبادلہ	☆	International	بین الاقوامی

(iii) بیرونی اصطلاحات کو اُردوالینا یا مؤرد کر لینا:

تیسری صورت یہ نظر آتی ہے کہ انگریزی اصطلاحات کو مؤرد کر لیا جائے یا اُردوا لیا جائے۔ اُردوانے کے عمل میں صرف اصطلاحات کی تشکیل ہی نہیں بلکہ املاء اور معنویت بھی تبدیل کر لی جاتی ہے۔ اس طرح کے

استعمال سے نہ صرف اصطلاحات کی معنویت میں وسعت آتی ہے بلکہ سہل طریقے سے ادائیگی بھی ممکن ہو جاتی ہے۔ یوں اِن اصطلاحات ک اصل شکل کے ساتھ وابستگی بھی کسی حد تک قائم رہتی ہے۔ اُردوائے گئی اصطلاحت کی چند مثالیں دیکھیے:

☆	موتناژ	Montages
☆	کولاژ	Collage
☆	رپورتاژ	Report
☆	تولیہ	Towel
☆	سبوتاژ	Sabotage
☆	ممبران	Members

مندرجہ بالا مختلف مباحث سے یہ اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ عالمگیریت دورِ حاضر کا سلسلہ نظام ہے جس کے نتیجے میں دنیا کے تمام خطوں میں ایک جیسی زندگی کی طرف قدم بڑھانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ انیس ناگی نے لکھا تھا کہ:

"یہ اس کا کرم ہے کہ دنیا ہتھیلی پر پھدکتا ہوا گیند ہے ایک پل میں یہاں، ایک پل میں وہاں بحر و بر فاصلے سارے معدوم ہیں، سرحدیں کھل گئی ہیں، تخیل کو ویزے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔"(۱۵)

عالمگیریت کی اس صورت حال سے جب پورا معاشرہ لپیٹ میں آرہا ہو تو کسی بھی خطے کی زبان اور ادب اس سے الگ تھلگ نہیں رہ سکتے۔ کوئی بھی معاشرہ جب کسی عمل، انداز، طریقہ کار یا پھر نظریاتی عمل سے متاثر ہوتا ہے تو یقیناً زبان و ادب بھی متاثر ہوتے دکھائی دیتے ہیں۔ عالمگیریت کے اثر سے دنیا کے تمام خطوں میں روابط اور علمی و ادبی ترسیل کی ایک جیسی زبان کی سربلندی کی جدوجہد کے نتیجے میں تقریباً دنیا کی تمام زبانیں متاثر ہوتی دکھائی دیتی ہے۔ اس اثر سے باقی زبانوں کی طرح اردو پر بھی گہرے اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ انگریزی اور دیگر زبانوں کے اردو زبان میں نفوذ نے اس کے سرمایہ الفاظ میں بے پناہ اضافہ کیا ہے۔ نہ صرف اردو کی لغت و املاء اور صرف و نحو میں بھی خاصی تبدیلی آئی ہے بلکہ اردو کا ظاہری حلیہ بھی تبدیل ہو گیا ہے۔ اب تو قواعد بھی بدلتے نظر آرہے ہیں۔ دیگر زبانوں کے ملاپ سے نئے افعال تخلیق کئے جارہے ہیں۔ زبان میں اتار چڑھاؤ کے عمل کے ساتھ ساتھ

ادب نے بھی نئی کروٹ لی ہے۔ آج دنیا بھر میں جہاں بھی ادب تخلیق ہو رہا ہے وہ ہر جگہ بڑی سرعت سے پہنچ جاتا ہے، اس عمل سے مقامی سطح کا ادب اور ادیب دونوں متاثر ہو رہے ہیں۔ یہ تبدیلیاں ادب کے موضوعات، اسلوب اور تکنیک تینوں سطح پر نمایاں ہیں۔ عالمگیریت کے پیشِ نظر ایک طرف جہاں عالمگیر زبان کی تشکیل کے آثار نظر آ رہے ہیں وہیں عالمگیر ادب کی تخلیق کے آثار بھی واضح ہیں۔ آج چونکہ ترقی کی رفتار گذشتہ صدی سے بہت تیز ہے اس لیے تبدیلیاں بھی بہت تیزی سے رُونما ہو رہی ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ Water Malcom, Globalization, (New York: Routledge, 2001), P.9

۲۔ آصف فرخی، خطبہ مشمولہ: تحقیق نامہ، (لاہور: شعبہ اردو، جی سی یونیورسٹی، ۲۰۰۷ء)، ص ۷

۳۔ طارق عزیز، عالمگیریت اور جدید ادبی رجحانات، مشمولہ: خیابان، (پشاور: شعبہ اردو جامعہ پشاور، ۲۰۰۶ء)، ص ۳

۴۔ طارق عزیز، اردو رسم الخط اور ٹائپ، رومن رسم الخط کا مسئلہ۔

۵۔ ناصر عباس نیر، زبان: نو آبادیاتی سیاق اور لسانی استعماریت، مشمولہ: تحقیقات اردو جرنل، (راولپنڈی: ادارہ تحقیقات اردو، ۲۰۱۵ء)، ص ۳۳

۶۔ ساقی فاروقی، زندہ پانی سچا، (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۲ء)، ص ۳۲۴

۷۔ اسلم کولسری، ویرانہ، (لاہور: القمر انٹر پرائزز، ۱۹۹۵ء)

۸۔ کشور ناہید، لبِ گویا، (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۱ء)، ص ۳۲

۹۔ عبدالرشید، نئے ذائقوں کے زخم، دیباچہ: اطراف، مشمولہ: اب تک، جلد دوم، (ملٹی میڈیا افیئرز، ۲۰۰۵ء)، ص ۹۱

۱۰۔ عبداللہ علی یوسفی، انگریزی عہد میں تہذیب وتمدن کی تاریخ، (لاہور: دوست ایسوسی ایشن، ۲۰۰۳ء)، ص ۱۵۷

۱۱۔ سید ضمیر جعفری، نشاط تماشا، (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۳ء)، ص ۱۱۲

۱۲۔ ناصر عباس نیر، گلوبلائزیشن اور اردو، مشمولہ: پاکستانی اردو، (اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۸ء)، مرتبہ، ڈاکٹر عطش درانی، ص ۳۰۳

۱۳۔ A ٹی وی پروگرام "مارننگ وِد فرح"، میں میزبان فرح حسین کی گفتگو، مورخہ ۱۰/دسمبر ۲۰۱۲ء

۱۴۔ جیوٹی وی پروگرام "جیو شان سے" میں میزبان شان ریاض کی گفتگو

۱۵۔ انیس ناگی، مشمولہ: لاہور، مئی ۲۰۰۶ء، ص ۳۵